کا جو کچھ ہے میرے ہی کام آئے اور کے پاس نہ جائے۔ اس غرض سے اس گلزار میں گلگشت کے بہانے کبھی تو فریب کے جاسوس اور کبھی سینہ زوری کے شیاطین آ کر چالاکیاں دِکھانے لگے۔'' (سرمایۂ اُردو 12، صفحہ 30)

حوالہ متن: سبق کا عنوان : محنت پسند خرد مند

مصنف کا نام : مولانا محمد حسین آزاد

سیاق وسباق: مولانا محمد حسین آزاد کی کتاب ''نیرنگِ خیال'' میں شامل مضمون ''آغازِ آفرینش'' میں باغ عالم کا رنگ کیا تھا اور رفتہ رفتہ کیا ہو گیا'' میں سے ایک اقتباس بہ عنوان ''محنت پسند خرد مند'' نصاب میں شامل کیا گیا ہے۔ محمد حسین آزاد لکھتے ہیں کہ زمانے کے پیراہن پر گناہ کا داغ لگنے سے پہلے اولادِ آدم عیش و آرام کی زندگی گزارتی تھی۔ دُنیا جنت کا نمونہ تھی۔ نعمتوں کا شمار نہ تھا لیکن پھر حسد، غرور اور خود پسندی جیسی برائیوں نے انسان کو آ لیا اور اُس کے نتیجے میں دُنیا کا رنگ ہی بدل گیا۔ اولادِ آدم کو موسموں کی شدت، قحط اور مختلف امراض کا سامنا کرنا پڑا۔ بدحالی سے تنگ آ کر لوگ محنت پسند خرد مند کے پاس گئے جس نے ان کو مسلسل محنت کا درس دیا۔ محنت پسند خرد مند کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے لوگوں نے سخت مشقت کی اور ایک بار پھر خوشحال ہو گئے۔

تشریح: مولانا آزاد لکھتے ہیں کہ ابتدائی زمانے میں عیش و آرام کے سامان کی فراوانی تھی۔ ہر طرح کی نعمتیں میسر تھیں۔ لوگ فارغ البال تھے۔ دوسروں کی خوش حالی دیکھ کر ان کے دِل میں کوئی منفی جذبہ پیدا نہ ہوتا تھا، پھر اتفاق سے ایک وسیع میدان میں پھولوں کی کیاری کھلی جس کی بو گرم اور تیز تھی۔ اس کیاری کی مہک پوری دُنیا میں پھیل گئی۔ اس مہک کی تاثیر ایسی زبردست تھی کہ لوگوں کے مزاج ہی بدل گئے۔ پہلے لوگ اپنی خوش حالی پر مطمئن تھے اور انھیں اس سے کوئی غرض نہ تھی کہ سامانِ عیش سے دوسرے بھی لطف اندوز ہو رہے ہیں لیکن اب ہر ایک کے دِل میں یہ خیال پیدا ہو گیا کہ ہر نعمت صرف میرے کام آئے اور دُنیا میں میرے علاوہ سب لوگ اس سے محروم رہیں۔ یہ منفی سوچ، منفی جذبات پیدا کرنے کا باعث بنی۔ نعمتوں کو خود تک محدود رکھنے اور دوسروں کو محروم رکھنے کے تباہ کن خیال نے انسان کو فریب اور سینہ زوری جیسی برائیاں سکھا دیں۔ اب وہ یہ سمجھنے لگا کہ دوسروں سے بہتر زندگی گزارنے کا مقصد حاصل کرنے کے لیے دھوکا دہی بھی جائز ہے اور دھونس بھی ناروا نہیں۔ یہ منفی سوچ پھیلتی گئی اور اسی سوچ نے دُنیا کو بدامنی اور لاقانونیت جیسے مسائل سے دوچار کر دیا جن کا حل تلاش کرنا آج کی جدید دُنیا کے لیے بھی ایک بڑا مسئلہ بن چکا ہے۔

مزید معروضی سوالات

س: لوگوں کی طبیعتیں کس وجہ سے بدل گئیں؟

ج: ایک میدان میں پھولوں کا تختہ کھلا جن کی بو گرم اور تیز تھی۔ اس کی تاثیر سے لوگوں کی طبیعتیں بدل گئیں۔ ہر ایک کے دل میں یہ کھٹک پیدا ہوئی کہ سامان عیش اسی کے کام آئے اور کسی اور کے پاس نہ جانے پائے۔

س: لوگوں کو بدنیتی کی کیا سزا ملی؟

ج: بدنیتی کی سزا یہ ملی کہ سب لوگ احتیاج اور افلاس کے مرید بن گئے اور ہر شخص اپنے تئیں حاجت مند ظاہر کر کے فخر کرنے لگا۔ ملک فراغ کا رنگ بالکل بدل گیا۔

س: تدبیر اور مشورہ نے کیا کیا؟

ج: تدبیر اور مشورہ دو تجربہ کار دنیا سے کنارہ کش ہو گئے اور ایک باغ میں سیب کے درخت میں جھولا ڈال لیا۔ لوگوں نے ان سے مشورہ مانگا تو انہوں نے محنت پسند خردمند کا نام بتایا۔

س: محنت پسند خردمند کون ہے؟

ج: محنت پسند خردمند احتیاج وافلاس کا بیٹا ہے۔ اس نے اُمید کا دودھ پیا ہے۔ ہنرمندی نے اس کو پالا ہے اور وہ کمال کا شاگرد ہے۔

س: محنت پسند خردمند کا کیا حلیہ بیان کیا گیا ہے؟

ج: محنت پسند خردمند ایک قوی ہیکل جوان ہے۔ اس کا چہرہ ہوا سے جھرجھرایا ہوا' دھوپ سے تمتمایا ہوا' مشقت کی ریاضت سے بدن اینٹھا ہوا' پسلیاں اُبھری ہوئیں' ایک ہاتھ میں کھیتی کا سامان' دوسرے میں معماری کے اوزار لیے ہانپ رہا ہے۔

س: لوگوں کے محنت پسند خردمند کے متعلق کیا تاثرات تھے؟

ج: اس کی باتوں نے سب کے دِلوں کو لبھالیا۔ وہ سمجھے کہ محنت پسند خردمند بنی آدم کا خیر خواہ اور ہمارا دِلی دوست ہے اور ہاتھ جوڑ جوڑ کر اس کے پاؤں پر گرنے لگے۔

س: خسرو آرام کیسا حکمران تھا؟

ج: خسرو آرام کمزور حکمران تھا۔ وہ کام چوڑ بے ہمت اور کم حوصلہ تھا۔ بھولا بھالا اور سب کے منہ کا نوالہ تھا۔ وہ عوام کو سنبھال سکا نہ بیماری اور قحط سالی کا مقابلہ کر سکا۔

س: محنت پسند خردمند کے مشورے سے کیا تبدیلی آئی؟

ج: محنت پسند خردمند کے مشورے نے عوام کی دُنیا بدل دی۔ کھیت اناج سے' باغ پھلوں سے بھر گئے۔ فلک بوس عمارتیں کھڑی ہوگئیں۔ زندگی کے ہر شعبہ میں کامیابی قدم چومنے لگی۔

س: حسد کیا ہے۔ اس کے اثرات کیا ہوتے ہیں؟

ج: وہ جذبہ جس کے تحت انسان دوسرے انسان کی خوش حالی' فارغ البالی اور تونگری کو دیکھ کر جلتا ہے' حسد کہلاتا ہے۔ معاشرے پر اس کے اثرات تباہ کن ہوتے ہیں۔